

ہیں اور قسمت کے پجاری ہیں۔ میں بھی لکھنے کا قائل ہوں اور ریکھا کا ماننے والا ہوں۔

ماچھائی کی وفات پر عمر خیام کی ایک بھولی ہسری رباعی یاد آ گئی۔ اب یہ کئی دنوں سے میرے دماغ پر چھلک رہی ہے اور خدا جانے کب تک چھائی رہے گی۔ آپ کی نگاہوں سے یقیناً گزری ہوگی لیکن اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لیے آپ کو تسکین دینے کے لیے لکھتا ہوں۔

He moving finger writes: and having wit

Move on: nor all thy Piety nor wit

Shall lure it back to Cancal half a live,

Nor all thy Tears wash one word of it.

نہ آہوں کی دھند سے لکھا ہوا مٹا ہے نہ آنسوؤں کے ریسے سے ہونی کے انچھر دھنے ہیں پر کیا کیا جائے

جو تجھ سے چھٹ گئے ہیں ان سے آنسو آ ہی جاتے ہیں

کچھ دکھ آ ہی جاتا ہے تری یاد آ ہی جاتی ہے

میں تو اس جہان کے معمولی سے معمولی کام کو بڑی اہمیت دیتا ہوں۔ یہ تو موت ہے۔ موت بیگانے کی بھی

بیگانے کی میرے لیے بڑی تکلیف کا باعث ہے۔ صبر کی تلقین کرنا میرے شرب میں نہیں۔ میں تو کہتا ہوں افسوس کہ

جی بھر کے کر دیں بہت شرط ہے!

نیلو آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔ امید ہے آپ عنقریب آئیں گی۔ تقویاں آیا ہوا تھا۔ آج چلا گیا ہے۔

خط لکھنے کو کہہ رہا تھا۔ دیکھوں لکھتا ہے کہ پھر بھول جاتا ہے۔

کوشش مسلسل بہت دیر شاں چو زلف یار

عیم مکن کہ در شب ہجر نوشتہ ام

خادم

شکو

امی جان!

آپ کا محبت نامہ مل، میں کل بھی آپ کی خدمت میں ایک عریضہ تحریر کر چکا ہوں۔ امید ہے نظر سے گزرا ہوگا۔

آپ نے جس محبت اور خلوص سے میری روانگی کا خیر مقدم کیا ہے۔ اس نے بلکہ مجھ پر الٹا اثر کیا اور میرا جی یہیں کا ہو رہا ہے کرنے لگا۔

روپوں کے بارے میں میں اس قدر پریشان نہیں ہوں۔ صرف ایک ہزار روپے کی ضرورت تھی، سو پونے

ہو گئی۔ آپ ہر گز ہر گز تردد نہ کیجیے گا اور کا کا کو زمین فروخت کرنے کا مشورہ نہ دیجیے گا۔ کپڑے میرے پاس بہت کافی

گئے ہیں۔ صرف ایک جوتا اور ایک سوٹ کیس خریدنا باقی ہے۔ ان دونوں کے لیے آپ کو یا کا کا کو ضرور زحمت دوں گا۔

سب ٹھیک ہے۔

چھری کا نئے اور چھ ایک خوبصورت مٹلی بکس سمیت 33 روپے میں مل جاتے ہیں۔ اس سے گراں قیمت چیزیں بھی ہوتی ہیں اور ان سے کم قیمت بھی۔ سبزی اور پھلوں کے معاملے میں یہ خطہ بہت خوش قسمت ہے۔ پاکستان کے مختلف سبزیوں کی زیادہ شاداب اور بہت سستی ہیں۔

پھل اتنے ہیں کہ جگہ جگہ ریزہیاں نظر آتی ہیں۔ موگ پھل (چونکہ میں صرف یہی خرید سکا ہوں) کی زیادہ مزیدار مجھے اب تک کسی اور جگہ نظر نہیں آئی۔ انگوروں کا تو اصلی گھر یہی ملک ہے۔ سفید انگور سے سیاہ زیادہ میٹھا ہے۔ بگو گوشے یہاں کی خاص سوغات ہیں۔ مارنگیں اور بالے بے شمار بے حساب ہیں۔ سیب مرغ آٹھ آنے کا ہے اور زرد تین آنے کا۔

ڈیری کا خالص مکھن والا دودھ چھ آنے کا ایک سیر ہے۔ دہی بارہ آنے سیر ہے۔ مکھن کی قیمت مکھن لیکن آپ منوں کے حساب سے خرید سکتے ہیں۔ قیمت دودھ دہی سے اندازہ کر لیجیے۔ انڈے چھ پیسے کا ایک ہے۔ روپے کی۔ گوشت گائے کا ابتہ مہنگا ہے۔ کوئی ساڑھے تین روپے سیر، سور کا گوشت اس سے بھی گراں ہے۔ لیکن گوشت سستا ہے اور میں ان دنوں غالباً گھوڑے کا گوشت ہی کھا رہا ہوں۔ نہایت بد مزہ اور بے کیف ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کا اپنا گھر ہو تو زندگی بن جاتی ہے۔ باورچی خانوں میں گیس استعمال ہوتی ہے۔ اس سے روپے سے زیادہ نہیں اٹھتا (ماہوار) بجلی اس سے بھی سستی ہے اور ٹیلی فون کا بل ڈھائی روپے مہینہ بنتا ہے۔ جس کا چار کمرے ہوں یعنی ایک کھانے کا کمرہ، ایک ڈرائنگ روم، ایک سلپنگ روم (مع دو پلنگ بستر) ایک متفرق کمرہ باورچی خانہ، ایک غسل خانہ، اس کا کرایہ سو اتنی روپے تک ہوتا ہے۔

مالک مکان ہر چیز کو بستر کی چادریں تبدیل کرتے ہیں اور ہر تیسرے دن دو تولیے بہم پہنچاتے ہیں۔ بہت سستی ہے۔ فی ٹرپ سٹیشن، لیکن چار ہزار میں ملتی ہے۔ خواہ نقد لے لیجیے خواہ پچاس روپے ماہوار قسطوں پر آنے میں ایک کپ اور خالص انگور کی شراب آٹھ آنے سیر۔ مٹھلی عام ہے اور بہت سستی۔ زیتون کا تازہ تیل بھی بہت زیادہ اور مکھن سے زیادہ صحت بخش ہوتا ہے۔ وہ بھی کوئی بارہ آنے سیر کے حساب سے ملتا ہے۔

یہاں اگر کوئی چیز مہنگی ہے تو وہ مکان ہے یعنی ڈیڑھ سو یا ایک سو اتنی روپے کے قریب لیکن بڑا ہوا دار ہوتا ہے۔ اب لیجیے نہانے کا خرچ۔ ایک مرتبہ گرم پانی اور صابن تولیے کے ساتھ نہانے پر ایک روپے خرچ اٹھتا اس میں پابندی یہ ہے کہ آپ تین گھنٹے لگا تار سے زیادہ نہیں نہا سکتے۔ میں جب سے یہاں آیا ہوں ایک مرتبہ نہا چینی کے اتنے لمبے ٹب میں لیٹ کر پھر اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔ خند سی آنے لگتی ہے اور ہاتھ پاؤں کھل جاتے ہیں۔ صابن اپنا ہو تو کوئی بارہ آنے دینے پڑتے ہیں اور بعد میں دس لیرے (ایک آنہ) اُس عورت کو دیئے جاتے ہیں۔ کے دروازے پر خدمتگار بن کر کھڑی رہتی ہے۔

مکانوں سے زیادہ مہنگی چیز ڈاک کے ٹکٹ ہیں۔ پاکستان میں بسنے والے عزیزوں کو لکھنے کے لیے ایک لیرے چاہئیں اور مجھ ایسا آدمی جسے یہاں روم میں بھی افسانے مانگنے والے نہیں چھوڑتے، قریباً ہر روز ایک خط لکھتا رہتا۔ باقی روم ہر طرح سستا اور اچھا شہر ہے۔ لوگ بڑے غریب اور احساس کمتری کا شکار ہیں۔ گاہے سڑکوں پر مانگنے والے

تھپتھپتے ہیں۔ انگریزوں والی اکڑان میں ہرگز نہیں۔ لڑتے بالکل نہیں، تلخ کلامی تک ہی معاملہ رہتا ہے۔ کسی کو تھپڑ مارنے کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔

یہاں کی سب سے بڑی گندی اور فحش گالی ”جادفج ہو جا“ ہے۔ اگر کوئی کسی سے یہ کہہ دے تو پھر مرنے مارنے کا سبب بنتے ہیں۔ جزیرہ سسلی کے رہنے والوں کے لیے سب سے بڑی گالی یہ ”جا جا کے صابن کھا“ یہ سن کر تو کوئی سسلی سے بھاگ جاتا ہے۔ اگر آپ چوراہے پر کسی سپاہی کو مخاطب کر کے راستہ پوچھیں گے تو وہ دونوں ایڑیاں جوڑ کر آپ کو فوجی سلام کرے گا۔ پھر کہے گا فرمائیے حضور! چالان کے لیے پکھری نہیں جانا پڑتا۔ سپاہی چوراہے پر ہی کھڑے ہو کر سیدھے دیتا ہے۔ ڈیڑھ روپیہ یعنی تین سولیرے بہت بڑا چالان ہے۔

تین ہزار لیرے پانے والا اچھا افسر ہوتا ہے۔ پچاس ہزار لیرے گرنیڈ آفیسر کی تنخواہ ہے۔ اور ستر ہزار لیرے آرمی جنرل کی تنخواہ ہے۔ اور کوٹ ڈیڑھ سو روپے میں بنتا ہے اور ہمارا گرم سوٹ ایک سو دس روپے میں اور اگر کوئی کوئی مشت ادا کی گئی کر دے تو اسے رکس آدمی خیال کرتے ہیں۔

پاکستان کو یہ لوگ محض اس لیے امیر ملک تصور کرتے ہیں کہ سر آغا خاں کراچی کا رہنے والا ہے اور ہماری اس طرف سے ہرگز نہیں کہتے ہیں کہ ریٹائر ہو کر پاکستان کی بہو ہے۔ موقع ملتا ہے تو اجنبیوں خاص طور پر امریکیوں اور پاکستانیوں سے بات کرتے ہیں۔ دکانیں مال روڈ والی بھی ہیں، انارکلی والی بھی اور ڈبئی بازار والی بھی۔ اگر ”دینا ہے تو دو ورنہ“ تو دکاندار دام کم بھی کر دیتے ہیں اور جلد ہی کر دیتے ہیں۔

یہاں کی شادیاں اکثر ناکام رہتی ہیں۔ بیویاں دوسرے مردوں کے ساتھ وقت گزارتی ہیں اور خاوند اور عورتوں کے درمیان شام کے وقت دریائے ناہر کے کنارے اپنے دوست کے ساتھ بوس و کنار کرتی ہے۔ بارہ بجے رات کو سو جاتا ہے۔ گو کافی لوگ شراب پیتے ہیں لیکن شراب نہ پینے والے کی عزت کرتے ہیں اور اسے اچھا سمجھتے ہیں۔ علاوہ اور کیا لکھوں میں تو اب تک یہی کچھ دیکھ سکا ہوں اور اسی حد تک محسوس کر سکا ہوں۔

امی! کا کی بھلا میرے خط پڑھ کر کیوں روتی ہے اور اس نے گھٹنے والا رویہ کیوں اختیار کر رکھا ہے؟ اگر وہ یہ سمجھتی ہے تو اسے تلاوت کرنی چاہیے اور ہر روز فاتحہ پڑھنے کے لیے ہاتھ اٹھانے چاہئیں اور اگر زندہ سمجھتی ہے تو شاعری طور پر اسے کبھی ایذا نہیں پہنچائی اور لاشعوری طور پر کبھی سکھ نہیں دیا لیکن میں کیا کروں امی یہ تماشا دیکھنا میری قسمت ہے (آپ سے آپ بن گیا ہے۔)

میں یہاں اکیلا بالکل اکیلا بے یار و مددگار زندگی کے دنوں کو دھکے مار مار کر آگے لڑھک رہا ہوں۔ پتہ نہیں ابھی کب تک میری قسمت میں لکھے ہوئے ہیں۔ امی! آپ دل پر ہاتھ رکھ کر میری قسم کھا کر سوچیں کیا میں برا ہوں؟ اور اگر نہیں ہے تو بس مجھے ایک خط میں یہ ایک لفظ لکھ کر بھیج دیجئے۔ خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اس کے بعد آپ اس سے کچھ بھی نہ دیکھیں گی۔

کبھی کبھی میں اپنے آپ کو بے ایمان اور بددیانت بھی تصور کرنے لگتا ہوں لیکن آپ کی محبت اور شفقت اس حد تک میری قسمت میں دیتی۔ آپ کے اس خط نے مجھے اپنی نگاہوں میں چورسا بنا دیا ہے اور میں اس وقت سے لے کر اب

تک سوچ رہا ہوں کہ شاید امی کی بات ٹھیک ہی ہو۔ پہلے مجھے اپنے دیس میں اپنے آپ سے شدید نفرت تھی، اب میں بھی مجھے اپنے وجود سے گھن آنے لگی ہے اور جرم کا احساس قوی تر ہو گیا ہے لیکن امی! میری امی! کیا تم بھی مجھ سے جاؤ گی؟

اگر ایسا ہوا تو مجھ پر موت بھی حرام ہو جائے گی اور میں..... لیکن امی یوں نہ ہونے دینا۔ بس میرا جی رکے لیے جھوٹ موٹ کہہ دینا کہ میں برا نہیں ہوں اور امی اُسے سمجھانا اتنا سمجھانا کہ وہ سمجھ جائے اور اگر اس کا رویہ نہ بدلتا تو میں اس سے براحت انتقام لوں گا۔ جس مٹی سے وہ بنی ہے تقریباً اسی مواد سے میرا خیر اُٹھا ہے۔ اگر اس نے کسی کی تو وہ وقت بہت قریب ہو جائے گا جب چلتے پھرتے اجسام آنسوؤں کے وجود بن جایا کرتے ہیں۔

آپ کا
شکریہ

میری صحت پہلے سے دو چند بلکہ وہ چند ہو گئی ہے۔ ثبوت کے طور پر اپنی تازہ تصویریں بھیج رہا ہوں۔ آنکھوں کے نیچے وہ جھتکتے رہے ہیں اور نہ چہرے پر سلوٹیں ہی! کیا آپ بھی مجھے اپنی تازہ تصاویر بھیجیں گی؟
رومت الکبریٰ

(تاریخ پتہ درج نہیں کیا ہے)

امی جان!

آپ کا ایک خط ملتا ہے، ایک خط پتہ نہیں کہاں سے کل ایک لحاف ناہور سے موصول ہوا۔ اب میں اصول بنالیا ہے کہ مختصر لکھوں گا مگر لکھوں گا ضرور۔ باقاعدگی سے اور ہر مندی سے۔ لوگ پہلے ہی مجھ سے ناواقف مزنگ والوں کے ساتھ تو میں نے خاصی زیادتی کر رکھی ہے۔ اللہ مجھے معاف کرے۔

اس وقت سب سے بڑا مسئلہ سامان کا درپیش ہے۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا پیک کیسے کروں اور کس کی مدد کروں۔ آپ دور ہیں، ریزی دور ہے اور کاکی صاحبہ کو اپنے ڈرامے کی فکر ہے۔ پتہ نہیں اس نے یہ مصیبت اپنے گلے کیوں لی ہے۔ میں اپنی ایک پریشانی میں مبتلا ہوں، دوسرے اس کی کامیابی کا تردد ہے۔ خواہ مخواہ بڑی بڑی باتوں میں دخل لگ جاتی ہے اور مجھے پریشان ہونے کے لیے کھونٹے سے باندھ دیتی ہے۔ اللہ اس کو ہدایت دے۔

ان دنوں ہر لمحہ ریزی یاد آتا ہے۔ میری کتابیں، جنہوں نے میری ساری کمائی ہڑپ کر لی ہے اس کا پھاڑے میری طرف دیکھ رہی ہیں۔ اُن کو کیسے پیک کروں اور کس طرح بک کراؤں؟ اگر ریزی یہاں ہوتا تو مجھے مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اگر آپ مجھے خط لکھنا چاہیں تو 20 دسمبر تک یہیں رونا لکھیں۔ اس کے بعد آپ کا خط میں آپ کے خط کو نہ مل سکوں گا۔

کل اپنی فرنج کی اُستانی کو سلام کرنے گیا تو اس نے زبردستی کرسی پر بٹھا کر کاغذ سامنے رکھ دیا اور یوں میرا مرتبہ recitation لکھتے جاؤ۔ دیکھوں کتنی غلطیاں کرتے ہو۔ میں نے کہا اُدھر قدسیہ ڈرامہ کر رہی ہے، میرا وہاں نہیں ہے۔ پروہ نہ مانی اور مجھے لکھتے ہی بن پڑی اور تو اور ”بادوجودیکہ“ Malgre کے سپینگ بھول گیا۔ اس پر جو

مہربان کو معاف کرے۔ ایک قیامت برپا ہوگئی۔ اس کے خاوند نے مداخلت کر کے معافی دلوائی۔ خدا کی قسم
میں نے پڑھنا بہت مشکل ہے۔ اطالوی زبان اور ادب کا جو امتحان دیا تھا اس میں تیس میں سے 28½ نمبر آئے۔
تو مجھے اتنی بچہ ہوں کہ نہیں؟

خود امی! آپ کا کی سے نہ بولا کریں۔ بہت بری لڑکی ہے۔ اس نے مجھے ایسے ایسے خراب خط لکھے
تو میں نہیں آتا کہ یہ سب باتیں اس کے دماغ سے اُتری ہیں۔ آپ کی زمین کا کیا حال ہے؟ ہم وہاں شکار
کرتے ہیں۔ آپ جائیں گے؟ ریزی کو پیار (اگر اس نے حجامت بنائی ہو اور اس کی ڈاڑھی نہ بڑھی ہو تو بے شک میری
ساتھ سے منہ بھی چوم لیجے گا۔)

آپ کا
شوق

پوسٹ بکس 509

لاہور

4 ستمبر 1952ء

امی جان! آپ کے دونوں خط بہ یک وقت ملے۔ ان کا مفصل جواب اگلے دن پر اُٹھا رکھتا ہوں۔ اس وقت
میں پریس پرویز بیٹھا ہے اور اس پر ”ملک شیک“ پینے کا موڈ سوار ہے۔ مجھے بھی ساتھ لیے جا رہا ہے۔ اس لیے تفصیل لکھنے
سے محروم ہوں۔

”آپ پیسوں کی فکر ہرگز نہ کریں۔ اکیس تاریخ کو جب آپ آئیں گی تو مجھے پانچ سو روپیہ دے دیجئے گا۔ اس
پسے مجھے ایک دھیلے کی بھی ضرورت نہیں۔ ابھی ابھی روما سے خط آیا ہے۔ ان لوگوں نے BOAC کی وساطت سے
میں کو خرید لیا ہے جو مجھے عنقریب پہنچ جائے گا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے ہوائی سفر ہی اختیار کرنا پڑے گا کیونکہ یہی ان لوگوں کی خواہش ہے۔ آپ
میں سے کہیں مجھ ایسے سخت جان کو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

فی الحال آپ میری عیدی بھی اپنے ہی پاس رکھیے۔ میں آپ سے دستی وصولی کر دوں گا۔ منی آرڈر نہ کیجیے گا۔
نہیں بھی چیز ہے لیکن مزگ روڈ والے اچھے لوگ نہیں۔ بہر کیف جو جی میں آئے کیجیے۔

والسلام

آپ کا
شوق

لاہور

18 اکتوبر 1952ء

میری پیاری بقلم خود امی!

آپ کا محبت نامہ ملا۔ میں اور آپ کے پاس آنے کی کوشش نہ کروں!
خدا گواہ ہے آپ سے ملنے کو تو بہت جی چاہتا ہے لیکن.....
اب میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ خواہ ایک دن کے لیے ہی کیوں نہ ہو
آپ کے پاس پہنچوں۔ امید ہے اسی ہفتہ کے اندر یہ تمنا پوری ہوگی۔
گمان غالب ہے آپ اپنے ہیڈ کوارٹر ہی میں ہوں گی۔
اور کیا لکھوں؟ بہت کچھ باتیں ہیں جو میں اپنے ساتھ ہی لے کر جاؤں گا۔
اُن کا علم میرے سوانح نگاروں کو بھی نہ ہوگا۔

آپ کا ایک ہی
ناخف بیٹا
شکو

روما

2 دسمبر 1952ء

محترم امی جان!

ابھی میں ایک خط قدسیہ کے نام لکھ کر پوسٹ کر چکا ہوں۔ اُسے سپر ڈاک کرنے کے بعد خیال آیا کہ مجھے
آپ کے نام لکھنا چاہیے تھا۔ وہ بھلا کیونکر میرے خط کا جواب لکھے گی۔ خدا کرے میرا خط پہنچنے تک اسے بالکل آرام
ہو اور وہ اس قابل ہو چکی ہو کہ مجھے اپنی تحریر میں جواب لکھے۔

لیکن خدا بخواتین اگر یوں نہ ہو تو آپ مجھے واپسی ڈاک اس کی صحت اور تندرستی کے بارے میں لکھیے گا۔
یہاں آپ کا خط پا کر کافی پریشان ہو گیا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ کا اگلا خط آنے پر یہ پریشانی دور ہو جائے گی۔
(انشاء اللہ)

میری صحت بالکل ٹھیک ہے۔ یہاں اتنی ٹھنڈ نہیں ہے جتنی لندن میں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کچھ
موٹا سا اوور کوٹ سلوا لیا تھا۔ بس میں یا ٹرام میں سردی ہرگز نہیں لگتی۔ ریڈیو کے سٹوڈیو اور کلاس کے کمرے بجلی کے
دانوں سے گرم کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے وہاں بھی کوٹ اتار کر کام کرنا پڑتا ہے۔

لینڈ لیڈی نے بڑی موٹی سی رضائی اوڑھنے کو دے رکھی ہے۔ اس لیے کسی مقام پر بھی سردی لگنے کا احتمال
صحت پہلے پہل ماحول کی ناموافقت کی وجہ سے گرنے لگی تھی، اب سنبھل گئی ہے۔ پھل بھی کھاتا ہوں اور دودھ بھی پیتا ہوں۔
لیکن ریڈیو پر راول پنڈی ریڈیو جیسا کام کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ذہنی ورزش ہو جاتی ہے۔

آپ کو مفصل خط پھر کسی وقت تحریر کروں گا۔ اب شام چھارہ بج رہی ہے اور لوگ گھروں سے نکل کر تفریح چاہ رہے ہیں۔
کلبوں کو جارہے ہیں۔ میں اپنے کمرے میں یہ چند سطور جلدی جلدی گھسیٹ رہا ہوں۔

پرویز ان دنوں کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس کے متعلق بھی کچھ لکھتے رہا کیجیے گا۔ وہ میری بات نہیں سنتا۔

تھے۔ لیکن وہ مجھے سب سے عزیز ہے۔

میرے نام سے پہلے پروفیسر ضرور لکھا کریں (معاف کیجیے گا) اس لیے کہ جس مینشن میں میں رہتا ہوں، وہاں سب مجھے اسی نام سے پکارتے ہیں اور اس لیے بھی کہ وہ میرا نام ادا نہیں کر سکتے۔ پروفیسر میرے نام کا ایک حصہ سمجھنے لگا۔
 گھٹن پر نہ لکھا ہو تو ڈاکیہ بہت پریشان ہوتا ہے اور ہر ایک سے پوچھتا ہے اسحاق کون ہے؟

والسلام

خادم

شکو

روما

14 اپریل 1953ء

میری پیاری امی!

مجھے آپ کے دونوں خط ملے۔ ان دنوں چونکہ نظامی یہاں آئے ہوئے ہیں اس لیے انہیں سیر کے لیے ادھر لے جانے پڑتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جواب میں تاخیر ہو رہی ہے۔ آپ کے ڈیڑھ سو روپے مجھے بہت دن ہوئے مل گئے۔ اس کے لیے آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

کاکا کے ساتھ میرا حساب چلتا ہے۔ آپ خدا کے لیے عید وغیرہ کے تحفہ کا سوال پیدا نہ کیجیے۔ میں نے اس سے مل گئے تھے۔ آپ سے تو میں پہلے ہی اس قدر شرمندہ ہوں کہ خط بھی نہیں لکھ سکتا۔ خیر یہ تفصیلی بات ہے پھر چھٹ کر دوں گا۔

آپ کو زمین اور پرویز فارم کی خوشیاں مبارک ہوں۔ میرے آنے تک تو اس میں فصل ابھار ہی ہوگی۔ آپ نے مجھے کھا کہ پانی کب نکلا ہے۔ مجھے فکر ہے کہ اس علاقے کا پانی فصلوں کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کرے ہمارے فارم کے پانی میں کھلا ہو۔ سانپ کے منہ کی بابت ابھی میں نے دریافت نہیں کیا۔ پرسوں پوری تفصیلات روانہ کروں گا۔

ملتان کے ہشپ صاحب نے جو خط یہاں لکھا تھا وہ میں نے بھی پڑھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ اس طرح روپیہ بچھنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ وہ واقعی ٹھیک کہتے ہیں۔ آئندہ ہرگز مت۔

مجھے ریڈیو روم نے Foreign Service کے Best اناؤنسر کے طور پر دو سو روپیہ انعام دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے آپ مجھے اور پرویز کو نکما کہا کرتی ہیں۔ میں نے اکتالیس اناؤنسروں میں نام پیدا کیا ہے۔ مجھے شاباش کیے۔ گویہ نام اور میرا کام میری صحت برباد کر گیا لیکن اکیلا کام ہی اس کی وجہ نہ تھی اور بھی دکھ ہیں..... اب مجھے شاباش کیے۔ خوش ہو جائیے کہ میں محض سفید معظّم نہیں ہوں۔ کیوں امی؟

میں نے ناچ سیکھنا شروع کیا تھا لیکن وہ لڑکی جو میری پارتنر بنتی تھی، اس کی ٹانگیں اور غنّے چھل گئے۔ پیچاری تھوڑی دیر میں میرا ناچ ادھورا رہ گیا۔ استانی نے کہا تو میرے ساتھ ناچا کر۔ ایک دن اس کے ساتھ ناچا تو نیچے استانی اور اوپر

میں۔ وہ پتہ نہیں فریج میں مجھے گالیاں دینے لگی یا شاباش کہنے لگی۔ اس کے بعد میں وہاں نہیں گیا۔

روم میں اس وقت بارش ہو رہی ہے۔ سردی چند دن کے لیے دور ہوئی تھی اب پھر بڑھ گئی ہے۔ میں تھک ہوں کہ یورپ مجھ کو قلفی بنا دے گا۔

آپ کب تک ملتان میں ہیں اور اس کے بعد کس جگہ پر لگنے کا ارادہ ہے؟ یہاں کا محکمہ تعلیم تو بہت اچھا مثلاً مجھے ایسے غریب پروفیسر کو سینما، تھیٹر، کلب اور نمائشوں میں کہیں آدھے داموں پر اور کہیں مفت جانے کی اجازت دے دیتے ہیں ہیرا پھیری بھی نہیں ہوتی۔

میری صحت بہت اچھی ہے۔ تازہ فوٹو کھینچواؤں گا تو بھیجوں گا۔ جانی ماموں کو بہت بہت سلام۔ وہ آتے ہیں اور ان کی باتیں ہمیشہ یاد آتی ہیں۔

آپ کا باورچی جو جیب میں دھنیا اور نمک چرا کر لے جاتا تھا اُس کا کیا حال ہے؟ میں اس کا نام بھیج رہا ہوں۔

پرویز کی صحت کا کیا حال ہے۔ آپ اس کو زیادہ کام نہ کرنے دیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ بہت سی چیزیں لڑکا ہے۔ ذرا ذرا سی بات کا اُس پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے اور یہ اثر اس کی صحت پر بھی اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس کی صحت نہیں ہے اور مجھے ہر دم اُس کی فکر رہتی ہے۔

آپ کے پاس وقت ہو تو جواب ضرور دیجئے گا۔

والسلام

آپ کا
شکو

رحم

8 جون 1953ء

میری پیاری امی!

خدا آپ کو لمبی عمر عطا کرے کہ آپ ہی ہم ایسے بے نوالوگوں کا سہارا ہیں۔ ابھی آپ کے دو خط ایک ملے۔ ایک تو میرے دیس کا چھ پیسے والا انفاقہ تھا جسے دیکھے ایک جگہ بیت گیا تھا اور ایک ایئر لیٹر جو میرے لیے ذرا درجہ رکھتا ہے۔ اس سے پہلے بھی آپ کا ایک محبت نامہ مجھے ملا تھا لیکن میں حسب دستور جواب نہ دے سکا۔ کبھی کبھی آپ کے ساتھ اپنی بے وفائیوں کو محسوس کر کے شرم آنے لگتی ہے لیکن کوئی میرے دل میں کہتا ہے کوئی بات نہیں اپنی امی ہی تو ہے اور ہاں اگر ہم نے آپ کے ساتھ لاڈ نہ کیا تو اور کس کے ساتھ کریں گے؟

آپ نے مجھ کو اس مختصری زندگی میں اس قدر پیار بخشا ہے کہ یہ میرے لیے ساری زندگی کافی ہوگا۔ آپ کے ساتھ گزرا ہوا ایک دن اور ایک ایک لمحہ یاد آتا ہے اور امی مجھے اس وقت تو آپ بہت ہی یاد آتی ہیں جب ہوٹل کے شور بے کی پلیٹ ایک اور گرم پانی کی پلیٹ میں رکھ کر لاتا ہے۔ میں ہنس دیتا ہوں تو وہ پوچھتا ہے "Recorda Mama"

اور میں دل ہی دل میں کہتا ہوں ہاں تھوڑا تھوڑا کیونکہ جب کسی کو زیادہ یاد کرتا ہوں تو پھر سگریٹ کا دھواں میری دھڑکیں دیتی ہے۔

آپ کی دو تصویریں میرے پاس ہیں۔ ایک میں آپ لکڑی کے پرانے (24-ایس کینال پارک والے) تخت پر لیٹے ہوئے ہیں۔ یہ فوٹو میں نے اتارا تھا اور دوسری میں آپ کا کی کے ساتھ کھڑی ہیں۔ یہ تصویر مجھے یہاں رکھی ہے۔ دونوں تصویریں میری لکھنے والی میز کے سامنے دیوار پر لگی ہیں۔ میں نے ان کو فریم نہیں کروایا۔ بس یونہی لٹکی ہوئی ہیں۔

اور امی! آپ نے یہ کیا کیا کہ قادر کو سو روپے اور دے دیئے۔ میرے پاس تو بہت سی رقم جمع ہو گئی ہے۔ اب تو مجھے یہ ہے کہ آپ کو عید پر کچھ بھیجا کروں۔ الٹا آپ مجھے دینے جا رہی ہیں۔ سچ مجھے اس وقت روپے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب پڑی تھی میں نے آپ سے آپ مانگ لیا تھا۔ خدا کے لیے مجھے شرمسار نہ کیجیے۔ واقعی میں کسی جوگا میں ملازم کی نہ امی کی کوئی خدمت کر سکا۔

اور نہ ہی..... اور امی بھلا کا کی اداس کیوں ہے۔ ایسا تو نہیں چاہیے۔ میں یہاں بالکل اکیلا ہوں۔ نہ کسی سے میل جول ہے۔ سفارت خانہ کا رخ میں نہیں کرتا۔ یہاں کے لوگوں سے باری میں نے نہیں لگائی۔ اس پر بھی میں اداس نہیں تو ہوں۔ یوں کیوں ہے۔ اس کو آپ ایسا ہی محبت بھرا خط لکھیں جیسا کہ مجھے لکھا ہے کہ وہ خوش ہو جائے گی۔ مجھے آپ کی اور کا کا سے بڑا ہی پیار ہے۔ شاید آپ دل میں کہیں اور جیسا کہ شرارت سے آپ کی آنکھیں چمکا کرتی ہیں۔ چمکا کر کہیں کہ شاید کا کی سے زیادہ۔ لیکن نہیں امی (اور اب مجھے پھر تھوڑی سی ہنسی آرہی ہے) دونوں سے ایک مجھے کب کو پتہ ہے کا جس نے کبھی کسی بڑے سے بڑے سے بھی تو نہیں کہلوا یا میری ایسی ایسی جھڑکیاں برداشت کرتا رہا ہے۔ میں نے باباجی کی بھی نہیں کہیں۔

وہ اتنا اچھا بھائی ہے کہ آپ کو اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ وہ آپ سے ناراض نہیں۔ اپنی خالوں سے ناخوش نہیں ہوتا۔ میں کو تو بس ماضی میں کھوئے ہوئے وقت کا احساس ستاتا رہتا ہے اور اس کا علاج نہ میرے پاس ہے نہ آپ کے پاس۔ آپ کی زمین میں کاشت کرنے سے لے کر ہوائی جہاز کی اڑان تک اگر اس کو ایک مقام پر تک پہنچا دیا جائے گا۔ آپ بس دعا کیا کیجیے۔

آفتاب بھائی کا خط مجھے نہیں ملا حالانکہ وہ ہر ہفتہ لکھ دیا کرتے تھے۔ شاید اب کے میرے خط میں کچھ بات ہی ہے جس نے ان کو سراسیمہ کر دیا ہوگا۔ پتہ نہیں انہوں نے جواب کیوں نہیں دیا۔

آپ ریڈیو روما کو ریکارڈ ہرگز نہ بھیجیں اور اگر آپ واقعی کلچرل تعلقات اچھے کرنا چاہتی ہیں اور میری اور اپنے لیے کام کرنا چاہتی ہیں تو Legation of Italia کو کراچی خط لکھ کر پوچھیے کہ آیا وہ آپ کے ریکارڈوں کا تحفہ Diplomatic تحفے میں ڈال کر ریڈیو روما بھجوا دیں گے۔ ان کو بس اسی قدر لکھیے کہ میں ریڈیو روما کے پاکستانی پریگرام کو سن رہی ہوں۔ اس لیے یہ تحفہ بھجوا رہی ہوں۔

اور امی میری پیاری امی! جب مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوگی میں خود مانگ لوں گا۔ آپ تو بس حد کر رہی ہیں!

اب ختم کرتا ہوں۔ میری کمر اور سر میں بلا کا درد ہو رہا ہے کیونکہ دفتر سے ریڈیو اور ریڈیو سے یونیورسٹی بارش میں اور گھومتا رہا۔ ایک تو موٹر سائیکل بھسلنے کا خطرہ اس پر آنکھیں بند کرنے والی بوچھاڑ! اب بستر میں لیٹوں گا۔ لنگھتی ہوئی بات۔ اس وقت آپ کا بھیجا ہوا سوئیٹر پہن رکھا ہے لیکن تھوڑی تھوڑی سردی لگ رہی ہے۔ ہاں سچ امی! کیا یہ بات کھانا ملتان میں لو چلنے لگی ہے۔ مجھے تو یقین نہیں آتا۔

ایک بات اور سنئے۔ یورپ میں اپنی امی اپنے ابی اور بھائی بہنوں (یعنی سب رشتہ داروں) کو ”ٹو“ کہتا جاتا ہے۔ مجھے یورپ کی بس ایک یہی بات پسند آئی ہے۔ اگر میں آپ کو اسی طرح مخاطب کیا کروں تو آپ کو کھنگھنگا لگے گا؟

اچھا امی! جب تیرا جواب آئے گا تو اور بھی باتیں لکھوں گا۔

تمہارا چھوٹا
شو

Via Catome 16

Roma

25 اپریل 1954ء

میری پیاری امی!

ایک مدت کے بعد آپ کا خط ملا اور وہ بھی اس وقت جب میں روما میں نہیں تھا اور اباجی کے کام سے فارغ ہوا تھا۔ مجھے آپ کا خط پا کر اس قدر خوشی ہوئی کہ ملتان آنے کو جی لپٹانے لگا۔ آپ کے خط میں ایک فقرہ پڑھ کر میں رہ گیا کہ آپ کے کھیت میں ہزیاں اُگ آئی ہیں اور خربوزے پک گئے ہیں۔ خربوزے تو گرمیوں میں پکا کرتے ہیں۔ کوئی رت خربوزوں کی پاکستان میں چل نکلی ہے۔

میں اس وقت کابل میں لیٹا ہوا یہ خط تحریر کر رہا ہوں۔ یہاں سخت سردی پڑ رہی ہے اور میرے ہاتھ جھڑکے ہوئے جارہے ہیں۔ جب میں میلان گیا تھا تو اپنا اور کوٹ اس لیے ساتھ نہ لے گیا کہ اب تو گرمیاں آگئی ہیں۔ مجھے وہاں پہنچا سرد ہوا میں چل رہی تھیں۔ میں اپنے ہوٹل میں انگلیٹھی کے سامنے بیٹھا ایک ناول پڑھتا رہا۔

اگلے دن کام سے باہر نکلا تو پہلے بارش شروع ہوگئی۔ اس کے بعد بر فباری نے گھیر لیا۔ میرے سینے میں بخار شروع ہو گیا۔ جس فرم سے مجھے کام تھا، انہوں نے مجھے ٹیکسی میں ڈال کر ہوٹل پہنچا دیا۔ اس ایک دن میں کوئی برا ٹھنڈا آدھی بوتل حلق سے نیچے اتری۔ گلاسوج گیا مگر سردی دور نہ ہوئی۔

میں نے آپ کو بہت یاد کیا اور سب لوگوں سے جی ہی جی میں اپنی خطاؤں کی معافی مانگی لیکن اگلے دن آنکھوں تو میں بدستور زندہ تھا۔

کاکا نے اتنا اچھا موٹا سوئیٹر بھیجا تھا، میں وہ بھی ساتھ نہ لے گیا۔ مجھ سے بے وقوف صاحبزادے پیدا ہوا۔ اب بند ہو گئے ہیں۔ آپ ذرا میری قدر کیجیے۔ لوگ کہتے ہیں ایسا موسم نہ یورپ میں پہلے دیکھا تھا اور نہ اس کی امید تھی۔

میں نے چلا تھا مگر بچ گیا۔ کام پورا کر کے واپس روم آیا ہوں۔ اب تو مجھے آپ کی اور ابا جان کی طرف سے

میری بیوی کے محکمہ موسم نے بتایا ہے کہ کل سورج نکلے گا۔ سواس اُمید میں خوش بیٹھا ہوں اور گیت گارہا ہوں۔
میرے خیر بتایا ہے اور اس میں دس مرتبہ سورج کا پانچ مرتبہ دھوپ کا ذکر آتا ہے۔ اب یہ خط ختم کر لوں گا تو اس
مرتبہ خربوزوں کا اضافہ بھی کروں گا۔ مجھے خربوزے بہت اچھے لگتے ہیں۔ میں آپ کے کھیت میں اتنا کام
کرسکتا ہوں کہ ندیدے بچوں اور میری لاپٹی بیوی کے بہت سے خربوزے ہڑپ کر جانے کے بعد بھی آپ کو کوئی

آپ خدا کے لیے عیدی و عیدی کی فکر نہ کریں۔ میں سچی بات کہہ رہا ہوں۔ یہ رقم آپ کا کی کو دے دیں۔ مجھے کچھ کتنا ہے اور وہ بار بار اس کا تقاضا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے نوا آنے لے کر سگریٹ کی ڈبیا خریدی۔ ایک مرتبہ کہہ چکی ہے ”اشفاق صاحب ہے تو شرم کی بات اور مجھے بار بار تقاضا نہ کرنا چاہیے مگر آپ کو میرے نوا آنے کے لیے گھر پر ایک مرتبہ امی اجب میں نے چڑ کر کہہ دیا تھا کہ جائیں نہیں دیتا۔ اس لیے کہ میرے پاس نہیں ہیں تو اس کے لیے میرے سر پر پٹکھی ماری تھی۔ اس لیے ناکہ میں شریف آدمی ہوں اور آگے سے بولتا نہیں ہوں۔ اگر میں اس وقت ملے تو ذرا سختی سے اس سے پوچھیں کہ اس نے ایسی حرکت کیوں کی تھی۔

تو رسالتِ ملی سے میری لڑائی ہو گئی ہے اور میں اس سے ہوتا نہیں ہوں۔ اس لیے آپ ہرگز ہرگز اس کے سب سے نہ ملیں اور نہ عیدی و عیدی ہی کی درخواست کریں۔ یہ میری التجا ہے۔ رسالتِ ملی ایسے برے عیسائی ہیں کہ ان کو پسند نہیں کریں گے۔ مجھ سے چکار چکار کر کام لیتے رہے اور جب ایک دن میں نے ان سے کام کرنے کو مانگی ہو گئے۔ میں نے انہیں خوب خوب برا بھلا کہا۔ (جس کا مجھے بعد میں افسوس بھی ہوا) اب میں ان سے کہتا ہوں۔ وہ دفتر کے سب لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ اشفاق کی مجھ سے صلح کرادو لیکن میں کسی سے دبتا نہیں ہوں۔ مجھ سے دبتے بھی ہیں۔ امید ہے اب آپ پر بات کھل گئی ہوگی۔

ٹوٹو یہاں آئی تھی اور دودھائی دن رہ کر چلی گئی۔ لندن سے اُن کا ایک گروپ اطالیہ کی سیر کرنے آیا تھا۔ اُس میں قریب چھ سڑکیاں اور احمق سے لڑکے تھے۔ ٹوٹو کی میں کچھ بھی خاطر مدارات نہ کر سکا۔ دودن کے بعد میری موٹر چلتی ہوئی گئی۔ ہوا کہ سٹارٹ نہ ہوتی تھی۔ بارش زوروں پر تھی اور مجھے اس کے ساتھ بس یا ٹرام میں جانا پڑا۔ ٹوٹو تو چلی گئی تھی۔

کبھی پوچھتے ہیں وہ حسین لڑکی پھر کب آئے گی؟ اس مشرقی حسن کی دیوی کا پتہ کیا ہے؟ میرے بہت سے دوستوں نے اس کے لیے مسلمان تک ہونے کو تیار ہیں۔ ٹوٹو کو اس کے حسن کے Compliments جس قدر روم میں ملے ہیں۔ وہ خود حیران ہو کر روم کے حسن کو دیکھتی تھی اور لوگ اس پر دیوانہ ہوئے جاتے تھے۔ اس ڈھائی سال میں ایک مرتبہ جب موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، میری اور ٹوٹو کی لڑائی بھی ہو گئی۔

وہ کہہ رہی تھی آپنی ملک نے تم کو خط لکھا ہے اور تم نے جواب نہیں دیا اور میں عرض کر رہا تھا کہ ملک نے

مجھے نہیں لکھا۔ پتہ نہیں ہم میں سے کون سچا تھا لیکن بات یہاں ختم ہوئی کہ مجھے ٹوٹو کے منہ سے ”سبھی مرد و عورتیں“ ہیں ”سننا پڑا۔ میری وجہ سے بچاری ساری مرد و قوم کی بے عزتی ہوئی۔ اس کے لیے میں مردوں کے سامنے جھک کر شرمندہ رہوں گا۔

آپ حلوہ وغیرہ بھیجنے کی فکر نہ کریں۔ ہاں اگر آم روانہ کر سکیں تو کمال ہو جائے بلکہ یہ تو ضرور ہی بھیجے گا۔ جن لوگوں نے اُن کا مزا چکھا ہے۔ انہوں نے دوسروں کی (جنہوں نے نہیں چکھا) زندگی حرام کر رکھی ہے۔ میں آپ کو بھیجے ہوئے آموں سے ایک پھانک بھی نہ کھاؤں گا۔ یہ اطالوی لوگ کھائیں گے تو خوش ہوں گے۔

یہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ ڈاکٹر ولونیکا صاحب (ہمارے مسلمان بھائی) کو ان کا حصہ ضرور دے گا۔ اُن کا حصہ پہلے۔ اگر یہاں ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تو میں ہنٹ لوں گا۔

پرسوں آپ کے خط کے ساتھ حکومت اطالیہ کا خط بھی ملا کہ اکتوبر میں آپ کا معاہدہ ختم ہو جاتا ہے۔ اگر معاہدہ کرنے کی مہربانی فرمائیے گا۔ اب کی بار حکومت کچھ اس قدر خوش ہوئی ہے کہ ایک سال کے بجائے پانچ سال کا معاہدے کی بات کر رہی ہے۔ میں چپ ہوں اور اس خط کو گول کر رہا ہوں۔

اگر کا کی کو یہ خبر سنائی جائے تو وہ قتل کر دے۔ واقعی اس کے ساتھ نو مہینے کا وعدہ تھا اور میں دو سال یہاں گیا۔ یہاں نہ کچھ کھویا نہ پایا۔ بس اپنے ڈھرے پر زندگی چلتی رہی۔ پہلے ہاتھ سے روٹی کھاتا تھا اب کانٹے سے ہوں۔ پہلے لوٹا لے کر غسل خانے جاتا تھا، اب خالی ہاتھ سیٹی بجاتا جاتا ہوں اور خالی ہاتھ ہی واپس آتا ہوں۔ فرق اتنا ہے کہ آتی مرتبہ سیٹی نہیں بجتی کیونکہ طبیعت ذرا پریشان ہی ہوتی ہے۔

سب سے بڑی بد نصیبی یہ ہوتی ہے کہ ان دو سالوں میں ایک بھی یورپی لڑکی سے عشق نہیں کر سکا۔ اول بڑی محبت سے ملیں لیکن جب میرے کچھن دیکھے تو واپس لوٹ گئیں۔ پاکستان واپس آنے سے پہلے کم از کم ایک عورت حسینہ سے خطرناک طور پر محبت کرنی چاہتا ہوں لیکن ڈر ہے کہ ہونہ سکے گی۔

اگر میں یورپ سے ایسا ہی آلو کا آلو لوٹ گیا تو میرے کالج میں شاف روم میں سب میرا مذاق اڑائیں گے۔ آج سے چار مہینے پہلے تک میرے ساتھی پروفیسروں پر میرا اچھا اثر تھا کیونکہ میں نے انہیں لکھا تھا کہ زیادتی کا قائل ہوں۔ بس دن میں دو بوتل شراب پیتا ہوں اور ایک لڑکی بغل میں رکھتا ہوں۔ وہ خوش تھے کہ چلو بہت نہ سہی اتنا ہی کافی ہے۔ لیکن چار مہینے پہلے پنجاب یونیورسٹی کا ایک کیمت یہاں آدھکا۔ اس نے جو مجھے دیکھا تو ایک تفصیلی خط دوستوں کو لکھ دیا۔ پاکستان سے بھی گیا گزرا ہوا گیا ہے۔ اب سب لوگ مجھے گالیاں دے رہے ہیں۔ چنانچہ میں ایک عدد محبت کرنے پر مجبور کیا ہوں۔ اس لڑکی کے خط اور فوٹو ساتھ لاؤں گا۔

اثر صاحب کے بارے میں کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ آپ پھر اپنے دفتر آ گئی ہیں کیا؟ ملک کا کیا حال ہے انہیں میرا سلام کہنا۔

میرا افسانہ ”گڈ ریا“ پتہ نہیں لوگوں کو اتنا کیوں پسند آیا ہے کہ اب تک ہندوستان اور پاکستان سے خط آرہے ہیں۔ مجھے افسانے سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ میرے پبلشر نے بڑی محنت سے مجھے اس کا معاوضہ دیا۔

کیا آپ مجھے جواب دیں گی؟

صرف آپ کا
شوق

C/o Zubey Artist

Post Box 509

Lahore

24 نومبر 1951ء

امی اسلام مسنون۔

ابھی چند لمحوں کی بات ہے۔ میں دفتر میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ صادق آیا اور یہ خط مجھے دے گیا۔ اس نے کہا کہ
میں جاسکا اور نہ بی بی جی کا یہ خط ہی مکتوب الیہ کو پہنچا سکا۔ آپ وہاں تو جائیں گے ہی۔ یہ خط لے لیجیے! میں نے
مکتوب تو خط لے لیا لیکن بعد میں خیال آیا کہ میں تو کینٹال پارک نہیں جا رہا ہوں..... بہر کیف خط ارسال خدمت ہے
میں کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔

ایک کارڈ بھی روانہ کر رہا ہوں۔ یہ آپ خود پڑھ کر کاکی کو سنا دیجیے۔ اُس نے تو مرزا والے خط کا برا مان کر سب
خراب کر دی تھی۔ اب اگر میں اس کارڈ پر رنجیدگی کا اظہار کروں تو کس مان پر؟
رات بلیک آؤٹ ہوا۔ بڑا مزا آیا۔ میں اپنے چوبارے کی تکی چٹک سے جلاتا۔ سیٹیاں بچے لگتیں۔ اباجی
بیتے اور مجھے بڑا لطف آتا۔ لڑائی کا انتظار کر رہا ہوں اور بڑی شدت سے کر رہا ہوں۔ پھر بہت مزا آئے گا۔
بچوں کو پیار۔

والسلام

احقر

شوق

1- مرنگ روڈ

لاہور

23 مئی 1951ء (11 بجے صبح)

کاکی! سلام مسنون۔ میں نے آج سیالکوٹ ایک اور تار دے دیا ہے کہ 24 ماہ حال سے پہلے نہیں
آ سکتے۔ اور شاید میں نے اچھا ہی کیا۔ اس طرح میں کل صبح سنٹر پر شفقت کے لیے دعائے خیر کہنے جا سکوں گا۔ نوکری
تو ختم ہی رہتی ہے لیکن ایسا موقع کم ہی ہوتا ہے۔ خدا کرے وہ پاس ہو جائے اور دنیوی اور اخروی نعمتوں
سے مالا مال ہو۔

امی کی طبیعت اب کیسی ہے؟ ان کا مفصل حال مجھے کل بتانا۔ مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ مجھے بیمار پر ہی نہیں آتے۔ خدا گواہ ہے کہ کسی صاحبِ فراش کو دیکھ کر مجھے اس نے بڑی محبت ہو جاتی ہے لیکن ایک عجیب قسم کی باتیں نہیں کرنے دیتی۔ مجھے پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں اور اس سے کیا پوچھوں! لیکن میرا جی چاہتا رہتا ہے کہ وہ بیمار ہو جائے اور پھر کبھی بیمار نہ ہو۔ امی کو میری اس فطرت سے مطلع نہ کرنا ورنہ ان پر میری سپاٹِ فردیت کی ایک اور آج اگر ہو جائے گی۔

کل میرا چکور بھائی جان کی مسہری کی لالٹھی گرنے سے لنگڑا ہو گیا۔ ٹھیک طرح سے چل پھر نہیں سکتا۔ میرے پاس کوئی دوائی نہیں ہوتی۔ میں نے اس کی ٹانگ پر بالوں کو لگانے والا تیل لگا دیا ہے۔ دعا کرنا کہ پھر فٹ پھرتے ہنستے بولتے دیکھوں۔ میرے لیے تو یہ صدفِ شکن ہوتا جا رہا ہے۔

ہمارے علاقے میں اس قدر گرمی پڑتی ہے کہ اس کا ذکر ہی فضول ہے۔ آج اخبار میں پڑھا کہ سکھر میں آدنی گرمی سے ہلاک ہو گئے۔ پتہ نہیں بیچارے قیدیوں کی کیا حالت ہوتی ہوگی جنہیں شام کے سات بجے ہی بارگاہِ بند کر دیا جاتا ہے۔

اسحاق بھائی آج صبح کراچی روانہ ہو گئے ہیں اور وہ ایک ہفتہ تک لندن پہنچ جائیں گے۔ میں ریکھا پر تھوڑا بہت یقین رکھتا تھا۔ اب ہتھیلی کے ان سنپولیوں پر ایمان لے آیا ہوں۔ واقعی ہر کام اُس کی سے ہوتا ہے۔

سب کو سلام۔

والسلام
دعا گو
شکو

17 اگست 1952ء

ابھی تمہارا تار ملا۔ مبارکباد کا شکریہ لیکن دیکھ لو پیارے زندگی کا ایک اور سال گھٹ گیا۔ ہے نا افسوس کی بات کتاب کے حقوق ابھی تک فروخت نہیں کیے تھے کہ تمہارا تار ملا اور میں رک گیا۔ تار میں لکھا ہے کہ پانچ روپے کا بندوبست ہو گیا۔ اس کا مطلب کیا؟

کیا سچ جج کے پانچ ہزار روپے یا لائری، معصے کی رقم؟

کل کا دن مجھا اور صاحب کی حضوری میں گزرا۔ صاحب کی صحت دن بدن ٹھیک ہو رہی ہے۔ میں ان بہت زیادہ سونے لگا ہوں یعنی شام آٹھ بجے سے صبح آٹھ بجے تک۔ تم آؤ گے تو ایک دوسرے کو دیکھ کر پھر ویسی محنت شروع کر دیں گے۔

لاہور میں بارشیں بدستور ہو رہی ہیں لیکن تمہارے بغیر لطف نہیں۔

یونیورسٹی سے ابھی تک رقم نہیں ملی۔

جب بھی ملے گی ویسی کی ویسی رہے گی۔
 آؤ کی ٹکیوں اور آکس کریم کی بالٹیوں پر خرچ نہ ہوگی۔
 سب کو سلام۔

تمہارا
 شوق

(ریزی کے نام)

یارے پرویز!

دور سناؤ تم نے کراچی یونیورسٹی کا Crescent بنایا تھا اُس کی رقم ملی یا نہیں۔ تم بھی بس سو گئے ہو گے۔ یا اس
 کے منظور ہو جانے سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ پاگل ہو گیا۔

میں زندگی سے پہلے ہی تنگ تھا۔ یہ کار لے کر اور بھی دکھی ہو گیا ہوں۔ سالے سالے روم میں گھومتے رہو۔
 (Parking) کی جگہ نہیں ملتی۔ کسی بھی جگہ کھڑی کرو، حرام زادے سپاہی سیٹیاں بجانے لگ جاتے ہیں۔ کبھی تو میرا
 سہاگہ سالی کو آگ لگا کر بھاگ جاؤں۔ بھلا میرے جیسے شریف آدمی کو پارکنگ کی ہر جگہ اجازت کیوں نہیں دیتے؟
 یہاں کے سپاہی ایسے آلو کے پٹھے ہیں کہ چائے کافی کی رشوت بھی نہیں مانتے۔ بس کاپی نکال کر سر پر کھڑے
 ہیں۔ اگر سیدھے شریف آدمیوں کی طرح سڑکوں پر گھومتے رہو تو بھی روک لیتے ہیں اور بریک دبو کر دیکھتے ہیں
 کہ کیا جتنی ملتی ہے یا نہیں۔ یہ بھی اٹالک ہے کہ اگلی جتنی جلتی جلتی جلتی ضرور جلتی۔

میں سڑکوں پر اتنی ہوتی ہے کہ میں تو رام نام لے کر چلتا ہوں۔ اگر کسی گزرنے والے کے کوٹ سے موٹر لگ
 جائے تو اس روپے ہر جانہ لیتا ہے کہ مجھے خوفزدہ کیا۔ اس سالے سے کوئی پوچھے کہ ہمارے یہاں تو کوئی موٹر کے نیچے
 لیٹے تو بھی اُس سے کچھ نہیں لیتے۔ یہاں خوف کھانے کی رقم بھی لے لیتے ہیں۔

کیا تم زولبی صاحب سے کبھی ملے ہو؟ ان کا کیا حال ہے اور وہ کیا کرتے ہیں؟ روم کی لڑکیاں ان کو پسند کرتی
 تھیں۔ صری بے عزتی کرتی ہیں کہ تم تو بدھو ہو۔ بس کتاب کا علم جانتے ہو اصلی علم نہیں جانتے۔ ہاں بیج ریزی..... نے
 "لینے کا انعام لیا تھا۔ بس دھکا ہی کیا۔ خدا نے عزت رکھ لی ورنہ میرا تو برا.....

بہت تنگ آ گیا ہوں۔ جرمنی کی ایک یونیورسٹی میں پروفیسری ملتی ہے لیکن وہاں سردی بہت ہے۔ سردی کم
 کرنے کے لیے پیٹ پر چادر ڈال کر سوتا ہوں۔ تم نے بہت بری بری عادتیں سکھا دی ہیں۔

چھاب ختم کرتا ہوں۔ دعا کرو کہ کیمرو خرید سکوں۔ جب تم کراچی آنا تو اپنے ساتھ سودو سو روپیہ لے کر آنا۔
 یہ دیکھ کر دے سکوں۔ نہیں تو میں Tape Recorder سمندر میں پھینک دوں گا۔ یہ Recorder میں نے
 لے لیا کہ وہ اچھا نہیں گاتی ہیں۔ ان کی آواز بھر کر ان کو سنائیں گے تو جنابہ قدسیہ چٹھہ کو پتہ چلے گا۔ ہاں بیج
 ریزی۔ ریڈیو پر میں نے اُس کے ساتھ انٹرویو کیا۔ مگر بھائی! وہ تو ایسی تیزی سے بولی کہ پندرہ منٹ کا سکرپٹ
 پندرہ منٹ ختم کرنے لگی۔ میں نے ادھر ادھر کی باتیں کر کے مصیبت مٹائی۔ اب بتاؤ ہم ان لڑکیوں کو کیسے سمجھائیں۔

یہاں ایک ہندو لڑکی ایک دن کے لیے آئی تھی۔ اس سے مجھے عشق ہو گیا تھا مگر خدا کا شکر ہے کہ وہ بے امریکہ چلی گئی۔ وہاں سے اُس نے خط لکھا تو میں موٹر سائیکل سے گر کر بستر پر لیٹا تھا جواب نہ دے سکا۔ اب پتہ نہیں ہے۔ اس بات کو ایک سال گزر گیا۔ بس یہ آخری عشق تھا۔ روم میں سب حرامزادی لڑکیوں نے میرا نام پادری صاحب دیا ہے۔ جب میرا بیٹا ہوگا تو میں اُس کو کھلی چھٹی دے کر روم بھیجوں گا۔

اچھا اب میں ذرا سا پیٹھا کھانے لگا ہوں۔ تمہارا ڈبہ اس کا سارا شیرہ چوس رہا ہے۔ بیدی آپا کا کمر ہے۔ سالے کینے کتے تُو نے بھی کٹی گھر برباد کیے ہیں۔ میں آ کر تیرے جوتے لگاؤں گا۔

صرف تمہارا ہمیشہ تمہارا
شکو

ہٹا ریزی نے 1952ء میں کراچی یونیورسٹی کا کرینٹ بنایا تھا۔ آج تک وہی کرینٹ چل رہا ہے۔
ریزی کے نام (والد کہہ کر مخاطب کرتے تھے)

18 اگست 1952ء

ابھی تمہارا خط ملا اور ابھی میں کچھری جا رہا ہوں۔ 5 ہزار روپیہ بھلا میرے کس کام آئے گا۔ مائی ڈیر وائٹ
صرف ایک ہزار کی ضرورت تھی، سول گیا۔ تم اگر مجھے شاپنگ کروادو اور اگر ہو سکے تو ایک عدد Sight Weight
کیس لے دو۔

کھلونوں کا کام شروع کرو اور جب تمہارے پاس بارہ ہزار روپے ہو جائیں تو مجھے اطلاع دو۔
Senes کو تو میں روم سے بھجوا دوں گا۔ اس کے علاوہ گراموفون مشین کے پارے میں بھی تمہاری مدد کروں
روم میں میں ریکارڈنگ کرا کر بھیجتا رہوں گا۔

شاید ہمارے اچھے دن قریب آ رہے ہیں۔ (صرف مالی لحاظ سے ذہنی لحاظ سے نہیں۔)
اچھا کچھری جاتا ہوں۔ اس کے بعد اثر صاحب سے ملنا ہے۔

تمہارا
بڑا والد
مما رخ صما رخ

Dear Maka,

If the 3rd of next month I have Lahore for Multan (By mail) would it
you? Which station you suggest? Cantt. or City?

Your Shukko

27-5-1952

Lahore

26-5-1952

Dear Idiot,

Some three days before I wrote you a detailed letter having every detail of my doings in your absence. It was placed in the dictionary for so intactness. But instead of steadiness it gave much to elopement and was kidnapped. Who removed it I do not know. When wish removed? I can say at the dead of night when as he came to my house borrowed the book, took it to home and did what even he likes.

Anyway, dear idiot, I am well and happy and me serious very serious about Yousaf sahib date 7. I can easily smell a rat in every happening. And here I smell about two dozen of rats. He is a genuine man and can help.

To-day I will start brewing at home (24-Canal Park), don't worry. When are you coming back, I am trying to know "her" responsibilities and duties? If so, I may come to you. Let me know you are progressive. Should I come on 3-6-52?

I am keeping fast and rumbling wet cloth on my legs. All the nerves (which are concerned with writing) have refused to work. Kindly excuse me for this small letter and its telegraphic language.

Your's B. Wala

Shukko

Lahore

15-5-1952

Dear Bho Wala,

Drawing is too hard.

Thank you.

Do not write any letter to.....

For God's sake don't

Don't!

Don't!!

Don't!!!

Detailed letter with your portrait, Tomorrow!

Shukko

Lahore

17-5-1952

Dear Razee,

You must have received my last day's letter. Here I send you your portrait. Is this the thing you required? How I managed to get it, is a long story which you may hear from Qudsia.

You have taken great pains in delineating the drawing. I have shown it to the publisher and it has been forwarded to block maker who was much pleased to see it and was compelled to praise the craft of the artist who has done it with great skill for good results of 1/2 fore block

Dear one! Don't write any letter to bitter things are tasted once and left others to taste it for experience. You are experienced enough and need not repeat the path you had been traveling for some time off the trash you went. Nobody saw you going astray and could not help. Do you still dare to write a letter at the cost of your regulation? Every goal seeks certain pack of dramatic movements in the man in whose favor it is going to be jelled. We do most of the required movements. Let us credit them first in the ledger of courage and then proceed. If once you go bankrupt no money can drain your disintegrated and ruptured honour. Think! And DO NOT write.

On the seventh of this month I reached there before time. Waited for about two hours. Puffed half of the Capstain's packets contents. Backed up and down the canal for about 135 times. He did not turn up. Never sent a message. I think he must have been occupied. Must have gone some where. If he is dead. If he still lives, I am sure he would come again. He would see us, help us and help us. We the sons of humble parents!

Go on working. Anything may come out of labour. Any moment
red iron may appear. We may wake. Hit it and sleep again. And this
will never be disturbed. She who hit iron will protect our sleep. But the
condition is to work and work. Bundle of kisses sweet, sour, bitter, salty
and pungent assorted kisses in large packing.

Your

Shukla

Idiot?

29-5-1952

Dear Idiot

1. Should I come on 3-6-52?
2. Where should I get down?
3. Where is your home situated?
4. And, if I am not granted to the required LEAVE will

excuse me.

Rigge Idiot

Shukla

To reduce material desires doesn't always
Brings peace to mind. In order to live in peace.
Spiritual desires must also be reduced

(Kappa, Akutagawa)

ALONE

Thy young son

Eating his lunch, heard a plane go overhead, and put down his spoon
Remarking, the pilot does not know I am eating a egg. He smell shocked
as if he had never known nor suspected he was locked in, from the beginning
alone.

Buried alive in a body not my own the work apish, the feet a